IJAER/September-October 2025/Volume-14/Issue-5 ISSN: 2278-9677
International Journal of Arts & Education Research
(Peer-Reviewed, Open Access, Fully Refereed International Journal) Impact Factor:7.06

امیر خسروؔرحمتہ اللہ علیہ کی حالاتِ زندگی اور ادبی خدمات.... ...ایک تعارف

ڈاکٹر محمد ساجر

صدر شعبہ فارسی

تعارف: امیر خسروؔ رح اپنے زمانے کی ان شخصیات میں شمار ہوتے ہیں جوغیر معمولی ذہانت اور اعلی قابلیت کےباوجود صدیوں بعد کبھی جنم لیتی ہیں۔ خسروؔ نے ترکی النسل ہونے کے باوجود کثیر نسلی اور کثیر لسانی ہندوستان کو ایک وحدت کی شکل دینے میں بے مثال کردار ادا کیا۔ ان کی شخصیت بجائے خود متنوع تھی۔ وہ بیک وقت شاعر، مدبّر، سپہ گر، صوفی، امیر اور درویش تھے۔ انہوں نے ایک طرف بادشاہوں کے قصیدے لکھے تو دوسری طرف اپنی شیریں بیانی سے عوام کا دل بھی موہ لیا۔ امیر خسرو ان لوگوں میں سے تھے جن کو قدرت صرف محبت کے لئے پیدا کرتی ہے۔ ان کو ہر شخص اور ہر چیز سے محبت تھی اور سب سے زیادہ محبت ہندوستان سے تھی جس کی تعریف کرتے ہوئے ان کی زبان نہیں تھکتی۔ وہ ہندوستان کو دنیا کی جنّت کہا کرتے تھے۔ ہندوستان کی ہواؤں کا نغمہ ان کو مست اور اس کی مٹّی کی مہک ان کو بےخود کر دیتی تھی۔ جب اور جہاں موقع ملا انہوں نے ہندوستان اور اس کے باشندوں کی جس طرح تعریفیں کی ہیں اس کی کہیں دوسری جگہ مثال نہیں ملتی۔ پشت در پشت صدیوں سے ہندوستان میں رہنے والا بھی جب ہندوستان کی بابت ان کے بیان پڑھتا ہے تو اسے محسوس ہوتا ہے کہ ہندوستان کے حقیقی حسن سے وہ پہلی بار دوچار ہو رہا ہے۔

حالاتِ زندگی:

یمین الدین ابوالحسن خسروؔ یکم محرم ۶۵۱ ھ مطابق ۱۲۵۳ء میں پٹیالی کے مقام پر پیدا ہوئے ۔آپ کے والد ترک نژاد تھے جبکہ والدہ ہندوستانی خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان کے والد امیر سیف الدین محمود لاچین قبیلہ کے سردار تھے چنگیز خان کے حملہ میں ہندوستان چلے آئے۔ یہاں انہیں سلطان التمش نے اس قبیلے کو اپنی پناہ میں لے لیا ۔ امیر خسرو نے کم عمری ہی میں شاعری کا آغاز کیا اور اپنی غیر معمولی صلاحیتوں کے باعث دہلی سلطنت کے مختلف سلاطین کے دربار سے وابستہ ہو گئے۔ وہ عظیم صوفی بزرگ حضرت نظام الدین اولیاء کے مرید تھے ۔ وہ ایسے با صلاحیت فنکار ، شاعر اور ادیب تھے جن کی فکری صلاحیت نہ صرف

اپنے ناظرین وخوانده کو متاثر کرتی ہے بلکہ ذہنی پسماندگی سے نکال کر بلندی خیال اور پُر رونق فضا بخشتی ہے۔ کیونکہ کسی بھی قوم کے خیال جب تک ترقی نہیں کرتے اس قوم کا مادی اعتبار سے ترقی کرنا مشکل ہوجاتا ہے ۔ بد قسمتی سے امیر خسروؔجیسے فنکار شاعرکی صلاحیتوں کو ہم اتنا زمانہ گزرنے کے باوجود بھی احاطہ نہیں کرسکے اورنہ ہی ان کی تعلیم سے آشنا نہ ہوسکے۔ بقول شیخ سلیم احمد ‘‘ ہمارا حال یہ ہے کہ ہندوستانی تاریخ، ہندوستانی جغرافیہ، ہندوستانی فلسفہ اور اسی طرح کے علوم پر یورپی مصنفین سند درجہ رکھتے ہیں۔ خود اپنے مُلک کے بارے میں ہمارا علم اس قدر سطحی اور نامکمل ہے کہ ہم اپنے بارے میں کویی حتمی اور مستند بات کہنے کے بھی اہل نہیں ، ہماری یہ علمی و ذہنی بے مائگی کس قدر المناک ہے کہ ہم اپنے وجود کے جواز کی سند کے لیے غیروں کے محتاج ہیں۔ (امیر خسروؔ مرتب شیخ احمد سلیم ص ۱۰)

امیر خسرو پہلے وطن پرست شاعر ہیں جہنوں نے اپپنے وطن عزیز ہندوستان پر بہت کچھ لکھا ہے ۔ ان کے ہندی کلام اور موسیقی سات سوتہتر سال گزرنے باوجود بھی یہاں کے ادب اور سماج کا حصہ بنے ہوئے ہیں۔

امیر خسرو رح ایک نئی تہزیب کا نقطہ آغاز ہیں جسے ہم گنگا جمنی یا ہندی مسلم کی مشترکہ تہذیب سے یاد کیا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔ ہندوستانی عظمت کا پرچم بلند کرنے والے وہ پہلے انسان ہیں جہنوں نے ہندوستانی بولیوں کی کی جانب لوگوں کی توجّہ مبزول کرایئ یہ وہی جزبہ ہے جو آگئے چل کر اکبر بادشاہ کی صلح کل کی بازگشت کی غمازی کرتا ہے وہ آواز امیر خسروؔ کے نغموں میں ابھرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ یہاں تک کہ محقیقین اس سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ مُلا داوود ، نانک، کبیر اور بھگتی تحریک میں امیر خسروؔ کو اولین درجہ حاصل ہے۔ امیر خسروؔ رح کے کلام کے اثرات ہندوستان کی لوکل زبانوں مثلاً گجری یا دکنی، پنجابی، بنگالی، سندھی اورجنوبی ہندی کی بولیوں میں موجود ہیں ۔ امیر خسروؔ عظیم صوفی بزرگ حضرت نظام الدین اولیاء رح کے پسندیدہ مرید تھے ۔ وہ اپنےمرشد کی وفات کے چھ مہینے بعد اس دنیا سے چل بسے اور دہلی مہں ہی مرشد کے پاوں میں دفن ہوئے۔ ان کی عقیدت اور خلوص اپنے مرشد سے اس قدر تھا کہ نظام الدین اولیاء رح نے فرمایا ہے کہ اگر محشر میں پروردگار نے پوچھا کہ ساتھ کیا لائے ہو تو امیر خسروؔ کو پیش کر دونگا۔

ادبی خدمات:

امیر خسرو برصغیر کے عظیم شاعر، ادیب، موسیقار اور صوفی مفکر تھے۔ انہیں ‘‘ طوطی ہند’’ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے ۔ امیر خسرو نے فارسی زبان میں غزل، قصیدہ، مثنوی، قصیدہ، رباعی

اور قطعات کی بہترین تخلیقات پیش کیں۔ ان کی شاعری میں عشق، تصوف، اخلاق، تاریخ اور معاشرتی زندگی کی جھلک نمایاں ہے۔ ان کی فارسی شاعری کے ساتھ ساتھ ہندوی (قدیم ہندی/اردو) میں بھی شاعری کی، جس سے اردو زبان اورادب کی ابتدائی تشکیل میں نمایاں مدد ملی۔

فارسی شاعری: ان کی شاعری میں عشق، تصوف، اخلاق، تاریخ اور معاشرتی زندگی کی جھلک نمایاں ہے۔ فارسی زبان اور ہندی زبان کے امتزاج خسروؔ کا کلام اپنے اندر حسین امتزاج رکھتا ہے ؎

زحالِ مسکیں مکن تغافل دُرائے نیناں بنائے بتیاں
کہ تابِ ہجراں ندارم اے جاں نہ لے ہو کاہے لگائے چھتیاں
شبانِ ہجراں دراز چوں زلف و روزِ وصلت چوں عمرِ کوتاہ
سکھی! پیا کو جو میں‌نہ دیکھوں‌توکیسےکاٹوں‌اندھیری رتیاں
یکایک از دل دو چشم جادو بصد فریبم ببردِ تسکیں
کسے پڑی ہے جو جا سناوے پیارے پی کو ہماری بتیاں
چوں شمعِ سوزاں، چوں ذرہ حیراں، ہمیشہ گریاں، بہ عشق آں ما
نہ نیند نیناں، نہ انگ چیناں، نہ آپ آویں، نہ بھیجیں پتیاں
بحقّ‌ِروزِ وصالِ دلبر کہ دادِ ما را غریب خسرو
سپیت من کے ورائے راکھوں جو جائے پاؤں پیا کی کھتیاں

ہندوی زبان کی ترقی:

انہوں نے فارسی کے ساتھ ہندوی (قدیم ہندی/اردو) میں بھی شاعری کی، جس سے اردو زبان اور ادب کی ابتدائی تشکیل میں نمایاں مدد ملی۔

مثنویاں : ان کی مشہور مثنویوں میں

مطلع الانوار

شیریں و خسرو

لیلیٰ و مجنوں

ہشت بہشت

آئینۂ سکندری

دول رانی و خضر خان

شامل ہیں۔

تاریخی تصانیف:

انہوں نے دہلی سلطنت کے سیاسی و سماجی حالات کو اپنی تصانیف میں محفوظ کیا، جن میں

خزائن الفتوح

قران السعدین

نہ سپہر

نمایاں ہیں۔

موسیقی اور امیر خسروؔ:

امیر خسرو نے ہندوستانی اور ایرانی موسیقی کے امتزاج کو فروغ دیا۔ انہیں قوالی کی مقبولیت اور بعض موسیقیائی اصناف مثلاً ترانہ کے فروغ سے منسوب کیا جاتا ہے، جبکہ ستار اور طبلہ کی ایجاد بھی روایتی طور پر ان سے منسوب کی جاتی ہے، اگرچہ اس بارے میں مؤرخین کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

اسلوبِ شاعری:

سادہ، دلنشین اور موسیقیت سے بھرپور زبان ،عشقِ حقیقی اور تصوف کا گہرا رنگ، ہندوستانی تہذیب اور فارسی ادب کا حسین امتزاج محاوراتی انداز اور عوامی زبان کا مؤثر استعمال امیر خسروؔ رح کے ہاں پایا جاتا ہے ۔

ادبی اہمیت:

امیر خسرو کو برصغیر کی مشترکہ تہذیب کا نمائندہ شاعر سمجھا جاتا ہے۔ انہوں نے فارسی ادب، ہندوی زبان، موسیقی اور صوفیانہ فکر کو نئی جہت عطا کی۔ ان کی خدمات نے اردو ادب اور برصغیر کی ثقافت پر گہرے اور دیرپا اثرات مرتب کیے، اسی لیے انہیں برصغیر کی عظیم ترین ادبی شخصیات میں شمار کیا جاتا ہے۔

امیر خسرو کی کتب:

امیر خسرو دہلوی کی تصانیف فارسی ادب کا قیمتی سرمایہ ہیں۔ انہوں نے دیوان، مثنویاں، تاریخی کتب اور نثری تصانیف لکھیں۔ ان کی چند مشہور کتب درج ذیل ہیں

دیوان: امیر خسرو کے پانچ دیوان ان کی زندگی کے مختلف ادوار کی شاعری پر مشتمل ہیں۔

۱۔ تحفتہ الصغرا۔ ابتدائی دور کا کلام

۲۔ وسط الحیوۃ ۔ جوانی کے زمانے کی شاعری

۳۔ غرۃ الکمال ۔ فکری اور فنی پختگی کا مظہر

۴۔ بقیہ نقیہ ۔ منتخب اور عمدہ کلام کا مجموعہ

۵۔ نہایتہ الکمال ۔ آخری دور کی شاعری پر مشتمل دیوان۔

امیر خسروؒ کی نثری تصانیف:

افضل الفوائد (حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے ملفوظات)

افضل الفوائد امیر خسرو دہلوی کی نہایت اہم نثری اور صوفیانہ تصنیف ہے، جس میں انہوں نے اپنے مرشد **حضرت نظام الدین اولیاء** کے ارشادات، مجالس، نصائح اور روحانی تعلیمات کو قلم بند کیا ہے۔ یہ کتاب چشتیہ سلسلے کی معتبر تصانیف میں شمار ہوتی ہے اور فارسی نثر کا ایک بہترین نمونہ بھی ہے۔

ملفوظات: ایسی کتابوں کو کہا جاتا ہے جن میں کسی بزرگ، عالم یا صوفی کے وعظ، نصیحتیں، سوال و جواب، روزمرہ گفتگو اور روحانی تعلیمات کو ان کے شاگرد قلم بند کرتے ہیں۔ افضل الفوائد بھی اسی نوعیت کی کتاب ہے۔

کتاب کے اہم موضوعات:

محبتِ الٰہی:

حضرت نظام الدین اولیاءؒ نے اللہ تعالیٰ کی محبت کو انسانی زندگی کا اصل مقصد قرار دیا۔ ان کے نزدیک حقیقی کامیابی دنیاوی مال و دولت میں نہیں بلکہ اللہ کی رضا کے حصول میں ہے۔

عشقِ رسول ﷺ

کتاب میں حضور اکرم ﷺ کی محبت، سنت کی پیروی اور اخلاقِ نبوی کو مومن کی زندگی کا لازمی حصہ قرار دیا گیا ہے۔

اخلاق و کردار:

اس کتاب میں سچائی، دیانت، عاجزی، صبر، شکر، حلم، عفو و درگزر اور حسنِ سلوک کی تلقین کی گئی ہے۔

خدمتِ خلق :

حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ مخلوقِ خدا کی خدمت کرنا ہے، خواہ وہ کسی بھی مذہب یا طبقے سے تعلق رکھتی ہو۔

تصوف اور تزکیۂ نفس:

کتاب میں نفس کی اصلاح، دل کی پاکیزگی، ذکرِ الٰہی، توکل، قناعت اور اخلاص پر خصوصی زور دیا گیا ہے۔

دنیا سے بے رغبتی :

مال و دولت، شہرت اور اقتدار کی محبت سے بچنے اور سادہ زندگی اختیار کرنے کی تعلیم دی گئی

علم اور عمل :

حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے نزدیک صرف علم کافی نہیں بلکہ اس پر عمل بھی ضروری ہے۔ علم انسان کے کردار میں نظر آنا چاہیے۔

ادبی خصوصیات:

فارسی نثر کا نہایت سادہ، رواں اور دلنشین اسلوب، صوفیانہ اصطلاحات کا مؤثراستعمال ،ا خلاقی، روحانی اور اصلاحی مضامین کی کثرت اور سادگی کے باوجود فصاحت و بلاغت کا اعلی ،معیار

تاریخی اہمیت: یہ کتاب حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی شخصیت، افکار اور تعلیمات کا مستند ماخذ ہے ۔
اس سے دہلی سلطنت کے معاشرتی، مذہبی اور روحانی ماحول کی جھلک ملتی ہے ۔ چشتیہ سلسلے کی تاریخ اور اس کی تعلیمات کے مطالعے کے لیے بنیادی مراجع میں شمار ہوتی ہے۔

ادبی اہمیت: افضل الفوائد فارسی نثر کی اہم ترین تصانیف میں شمار ہوتی ہے۔ یہ صرف ایک صوفیانہ کتاب نہیں بلکہ اخلاق، روحانیت، معاشرت اور اسلامی اقدار کا جامع مجموعہ ہے۔ امیر خسرو نے اپنے مرشد کی گفتگو کو نہایت امانت داری، سادگی اور ادبی حسن کے ساتھ محفوظ کیا، جس کی وجہ سے یہ کتاب فارسی ادب اور تصوف دونوں میں نمایاں مقام رکھتی ہے ۔

حوالہ جات:

۱۔ تاریخ ادبیات ایران از رضا زادہ شفق ۔

۲۔ حضرت امیر خسروؒ رح حیات و آثار از سیّد اصغر علی جعفری ۔

۳۔ امیر خسروؒ مرتب شیخ سلیم احمد ۔

۴۔ ریختہ ویبسائیٹ ۔